مولای صل وسلم دائما ابدا    **درسِ حدیث**    علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

# حضرت اِبن مسعودؓ ہر وقت کے خادمِ خاص، آپ ﷺ کا اِن پر اِعتماد
# حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کی رائے۔ اِبن مسعودؓ کی خدمات اَور کوفہ
# اِن کی تواضع اَور اپنے بعد والوں کو ہدایات

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

( کیسٹ نمبر 69 سائیڈ B 1987 - 05 - 24 )

**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !**

حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے درجہ کے صحابی ہیں اُن کی بلندی کی بات یہ ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم کی خدمت میں بہت زیادہ حاضر رہتے تھے اِنتہائی ہوشیاری سے **صَاحِبُ السِّوَاکِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْھَرَةِ** [۱] آپ کا تکیہ رکھتے تھے مسواک رکھتے تھے وضو کا پانی رکھتے تھے اَور نعلین مبارک بھی رکھتے تھے۔ تو ایسا آدمی جو یہ سب چیزیں رکھتا ہو وہ نہایت سمجھدار ہوگا ضرور، فرض شناس ہوگا ذرا بھی اُس میں غفلت نہیں ہوتی ہوگی ورنہ اَگر غفلت ہو تو بجائے راحت کے تکلیف ہوجاتی ہے۔ لوگ جوتا اُٹھالیتے ہیں بزرگوں کا عقیدت میں اَور بعض بزرگ تو ایسے خفا ہوتے تھے کہ جوتا اُٹھانے والے کی پٹائی کردیتے تھے بات یہی ہوتی ہوگی میرا جہاں تک خیال ہے کہ حساس طبیعت

---

[۱] بخاری کتاب الاستیذان رقم الحدیث ۶۲۷۸ و مشکوة کتاب المناقب رقم الحدیث ۶۱۹۱

جولوگ ہیں اُن کوتو بڑی دِقت ہوتی ہے جب چیز کی ضرورت ہواَور نہ ملتی ہوتو جوتا اُٹھانے والے جوتا شوق میں اُٹھالیتے ہیں لیکن پھر کہاں رکھ دیا اَور موجود رہیں یہ نہیں ہوتی پابندی، بس جوتا اُٹھالیا رکھ دیا پھر کوئی خوداَپنے آپ کو کام پڑ گیا یا کوئی چیز سامنے آگئی اُدھر چل دیے اَور وہ رہ گیا۔ اَب جس سے عقیدت تھی اَور عقیدت میں اُس کے جوتے اُٹھائے تھے جب وہ فارغ ہوگا تو وہ ڈھونڈے گا خود ہی اَور اُس کی خاطر آٹھ دس آدمی اُس کے جوتوں کی تلاش میں لگیں گے تو بجائے راحت کے تکلیف کا سامان ہوگیا تو جوآدمی جوتے اُٹھاتا ہے وہ کام تو بظاہر بڑا مختصر سا ہے لیکن وہ ذمہ داری کا کام ہے اَز اَوّل تا آخر حاضر باشی، اَور کب ضرورت پڑ جائے یہ کیا پتہ آدمی بیٹھے ہیں اَور اُن کو ضرورت پڑ گئی ہے کہیں جانے کی جیسے اِنسانی حوائج ہیں تو فوراً ضرورت پڑے گی اَور وہ دَرمیان کی بات ہوگئی بالکل یہ بھی نہیں کہ وقت پورا ہوا ہو بیٹھنے کا، دو گھنٹے پورے گزرے ہوں بیٹھنے کے، نہیں آدھے گھنٹے بعد بھی ضرورت پڑسکتی ہے اُن کو اَور دو گھنٹے بعد بھی ضرورت پڑسکتی ہے ڈیڑھ گھنٹے بعد بھی پڑسکتی ہے تو جوتے وہ اُٹھائے جو بڑا حاضر باش ہو ورنہ نہ اُٹھائے۔

تو اِن کی خصوصیات میں میں ذکر کر رہا تھا کہ یہ تھیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی اِس قسم کی چیزیں یہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے اَور جب آپ تشریف فرما ہوئے ہیں دیکھا کہ اَب تھک گئے ہوں گے ٹیک لگالیں تو تکیہ پیش کر دیتے تھے، اگر باہر جانا ہے تو جوتے، اِستنجاء کے لیے جانا ہے یا وضو دوبارہ کرنی ہے تو پانی، مسواک کی ضرورت ہے تو مسواک اُن کے پاس ہے اَپنی نہیں رسول اللہ ﷺ کی، بڑے قرب کی بات بڑی سعادت کی بات ہے اَور راحت پہنچ رہی ہے یہ نہیں کہ تکلیف پہنچی ہو یا شکایت ہوئی ہو رسول اللہ ﷺ کو بلکہ راحت پہنچائی ہے۔

## صحابہؓ اِن کو اہل خانہ خیال کرتے تھے :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو بہت دِنوں تک عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ سمجھتے رہے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اہلِ خانہ میں سے ہیں کوئی رشتہ دار ہیں قرابت دار ہیں یہ، وجہ ؟ وجہ یہ تھی کہ یہ بکثرت جاتے تھے اَور اِن کی والدہ بھی بکثرت جاتی تھیں،

تو پردہ اُس وقت تک اُترا ہی نہیں تھا تو آنا جانا اگر ہو اِس طرح سے، والدہ عورت ہوئیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ رہی ہیں اَور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں تو یہ اِجازت لے کر بس داخل ہو جاتے ہیں تو ایسے کسی کو بھی اِجازت نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اِنہیں خصوصی اِجازت دی اُذْنُكَ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ [1] مختلف طرح پڑھا جا سکتا ہے یہ لفظ میں اِجازت دیتا ہوں تمہیں یہ کہ تم پردہ اُٹھا سکتے ہو یعنی پردہ آہستہ آہستہ ہٹاؤ مجھے منع کرنا ہوگا منع کر دُوں گا ورنہ اَگر پردہ اُٹھانے کے دَرمیان میں نے منع نہ کیا تو پھر اِجازت ہے تم آ سکتے ہو تو اِتنی حاضر باشی اَور اِتنا قرب اَور سمجھ۔

## اِن کی بلند فکر اَور آپ ﷺ کا اِن پر اِعتماد :

تو اِن کی سمجھ علم اَور تقوی کے بارے میں ایک حدیث سناتا ہوں آپ کو کہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ [2] میں اپنی اُمت کے لیے اُس چیز پر راضی ہوں جس چیز پر ابن اُمِ عبد راضی ہوں تو یہ اُمت کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کو اِن کی سمجھ اِن کے اِخلاص اِن کی بلندیٔ فکر تمام چیزوں پر اِعتماد ہے، اگر فکر کی بلندی نہ ہو تو چھوٹی چیز پر رہ جاتا ہے آدمی آگے جا نہیں سکتا۔

## قرآن اَور اِبن مسعودؓ :

آقائے نامدار ﷺ نے کچھ صحابہ کرامؓ کے نام لیے کہ قرآنِ پاک اُن سے پڑھو اُن میں ایک حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہے حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سناؤ یہ عرض کرنے لگے اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ [3] میں جناب کو سُناؤں (حالانکہ) اُترا جناب پر ہے اَور سناؤں میں ! تو اِرشاد فرمایا کہ نہیں میرا دِل چاہتا ہے کہ میں دُوسروں سے سنوں تو پھر اِنہوں نے سنانا شروع کیا۔ یہ فرماتے ہیں کہ ستر سورتیں ایسی

---

[1] مُسند اَبی یعلٰی المُوصلی ۴۹۸۹ [2] مُصنف اِبن اَبی شَیبہ کتاب الفضائل رقم الحدیث ۳۲۲۳۱
[3] بخاری شریف کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۵۰۴۹

ہیں کہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی زبانِ مبارک سے خود سن کر سیکھی ہیں یاد کی ہیں، بہت بڑی خوش نصیبی ہے اِتنا بڑا حصہ علم کا رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے حاصل ہونا یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔

حضرت عمرؓ اَور اِبن مسعودؓ :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِنہیں کوفہ بھیجا، کوفہ بھیجا تو پھر لکھا اہلِ کوفہ کو آثَرْتُکُمْ لِعَبْدِاللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ [1] میں نے تمہارے پاس جو بھیجا ہے اِنہیں عبداللہ کو تو میں نے تمہیں اَپنے اُوپر ترجیح دی ہے کہیں کہتے ہیں کہ کُنَیْفٌ مُلِیَٔ عِلْمًا [2] عبداللہ اِبن مسعود علم سے بھرے ہوئے کوٹھا [3] ہیں یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ اِن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اَور جواُن کے بعد آئے سب کے سب اِن کی فضیلت کے، تقوے کے، بلندیٔ نظر، فقاہت، دین کی سمجھ، گہرائی ہر چیز کے قائل رہے ہیں۔

ایک صاحب ہیں بڑے درجے کے محدث بہت بڑے آدمی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا، ایک دفعہ بات ہو رہی تھی تو حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بات فرمائی اُنہوں نے کہا کہ فَذٰلِکَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنِّیْ مِنْ اَعْلَمِھِمْ وَلَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ جتنے بھی صحابہ کرامؓ ہیں جو خدا کے فضل سے محفوظ ہیں وہ سب کے سب یہ بات جانتے ہیں کہ میں اِن میں سب سے زیادہ علم والا ہوں (مگر) اَفضل نہیں ہوں۔

اَفضلیت کا تعلق ہماری رائے سے نہیں اَللہ کی پسند سے ہے :

اَفضلیت کو اَپنی نہیں بتا رہے جو بات سچ مچ ہے بس اُتنی بتا رہے ہیں۔ اَفضل کون ہے وہ تو اللہ جان سکتا ہے کیونکہ اَفضلیت کا مدار ہماری رائے پر نہیں ہے وہ خدا کی پسند پر ہے تو اِس لیے فرمایا کہ وَلَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ میں یہ نہیں کہتا کہ میں اُن میں اَفضل ہوں لیکن سب یہ جانتے ہیں کہ میں اُن سب

---

[1] نصب الرایۃ ج اوّل منزلۃ الکوفۃ من علوم الاجتھاد [2] اَیضًا [3] ذخیرہ، گودام

سے زیادہ عالم ہوں اَور اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی بھی کتاب اللہ کا علم مجھ سے زیادہ رکھتا ہے اَور اُس کے پاس سفر کر کے ہی پہنچا جا سکتا ہے تو میں سفر کر کے پہنچوں گا۔

## اِن کی کوفہ آمد اَور خدمات :

میں نے آپ کو ایک صحابی کے بارے میں اِتنی باتیں سنائیں تعریف سنائی کام بھی اُن کا تھوڑا سا بتائے دیتا ہوں وہ آئے کوفے میں تو اُنہوں نے پڑھانا شروع کر دیا اَور وہاں علم ہی یہی تھا قانون بھی یہی تھا قاضی بھی یہی پڑھتے تھے مفتی بھی یہی پڑھتے تھے اَور یہ چلا آیا ہے اَب تک، ترکی دَور کے خاتمے سن تیرہ سو چودہ ہجری (۱۹۲۳ء) تک۔

## کافروں کی تعزیرات کی اِسلامی قوانین پر ترجیح :

بدقسمتی ہے کہ اُسے تو پسِ پشت ڈال رکھا ہے اَور جو اَنگریز نے بنایا تھا وہ چل رہا ہے اَور اُس کا نام قانون بھی نہیں تھا ''تعزیراتِ ہند'' اُس نے نام رکھا تھا ''تعزیر'' تو کہتے ہی ہیں اُس کو جو مرمت کی جائے غلطیوں پر، تو سزائیں تھیں وہ ایک طرح کی، عجیب (اَفسوس ناک) چیز تھی۔ بہرحال وہ پسند کر رکھی ہے اَور وہ چھوڑ رکھی ہے۔ تو چونکہ ''علم'' نام ہی حدیث قرآنِ پاک اَور فقہ اِن کا نام تھا تو اِس بناء پر اِن کے پاس شاگرد زیادہ آنے شروع ہو گئے اَور شاگرد لائق ہوئے تو کوفہ مرکز بن گیا علم کا۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے جب کوفے کو دارُ الخلافہ بنایا ہے عارضی یا مستقل جس طرح بھی بنایا کیونکہ حکومتِ اِسلامی کی حدود بہت پھیل گئی تھیں تو اِس لیے مدینہ طیبہ کے علاوہ بنانا منع نہیں تھا تو اُنہوں نے کوفہ بنالیا اُس کے بعد حضرتِ معاویہؓ نے شام میں دِمشق بنالیا اُن کے بعد عباسی لوگوں نے بغداد بنالیا یعنی جنگی نقطۂ نظر دفاعی اَور تحفظ کے نقطۂ نظر سے وہ چلتا رہا ہے دارُ الخلافہ، رضی اللہ عنہم۔

## حضرت اِبن مسعودؓ اَور کوفہ :

تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ جب آئے ہیں یہاں کوفہ میں تو کوفے کے فقہاء کی کثرت سے

بڑے خوش ہوئے سُرَّ مِنْ كَثْرَةِ فُقَهَائِهَا [۱] وہاں کے لوگ مِلے جو گویا طالب علم تھے یا طلبِ علم رکھتے تھے چاہے علم سے فارغ ہو چکے ہوں فاضل ہو چکے ہوں مگر طلبِ علم تھی۔ تو جب آدمی بات کرتا ہے تو طالبِ علم کا بھی اَنداز ہو جاتا ہے بات کرتے وقت کہ یہ کس اِستعداد کا ہے اُس کے سوال سے پھر اُس کو جو جواب دیا جاتا ہے اُس کی سمجھ سے اَور سوال کی باریکی سے گہرائی کا تمام چیزوں کا اَنداز ہو جاتا ہے۔ تو دیکھا کہ چار سو آدمی تھے ایسے کہ جو فقیہ کہلانے کے قابل تھے اَرْبَعُ مِائَةٍ قَدْ فَقِهُوْا. تو بڑے خوش ہوئے اَور اُنہوں نے کہا کہ اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد وہ اِس بستی کے چراغ ہیں اَصْحَابُ بْنِ مَسْعُوْدٍ سُرُجُ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ [۲] ایک دفعہ اُنہوں نے فرمایا کہ اِس بستی کو اُنہوں نے علم سے بھر دیا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے اُوپر رحمت فرمائے رَحِمَ اللّٰهُ اِبْنَ اُمِّ عَبْدٍ مَلَاءَ هٰذِهِ الْقَرْيَةَ عِلْمًا [۳] بڑے تعریفی کلمات ہیں یہ۔

قاضی عطاء یہیں کے آدمی تھے فرمادیا کہ مجھے تو وقت ملے گا نہیں شریح سے کہہ دیا کہ تم ہی فیصلے دیتے رہو ہاں میں آؤں گا تمہاری عدالت میں دیکھوں گا کیسے فیصلے دیتے ہو، وہ فیصلے سنے اَور بہت خوش ہوئے بڑی دَاد دِی فرمایا قُمْ يَا شُرَيْحُ فَاَنْتَ اَقْضَى الْعَرَبِ [۴] جیسے شاباش دیتے ہیں کہ تم بہترین فیصلہ کرتے ہو۔

اِسلام کا عدالتی نظام، یہودی مسلمان ہو گیا :

پھر خود بھی اَپنا ایک زِرہ کا کیس بھی بھیج دیا وہیں اِن کی عدالت میں، اِختیار تھا کہ نہ بھیجتے خود کرتے مگر اللہ کی اِس میں بھی حکمت تھی بہت سے نئے مسائل حل ہوتے چلے گئے۔ بیٹا باپ کے حق میں گواہی دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا۔ یہودی نے چرائی تھی زِرہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعوی کیا اَور وہ اِنہی کی عدالت میں آ گیا اِن کو لے کر، پوچھا اُن سے گواہ جناب کے پاس ؟

---

[۱] نصب الرایة ج اوّل منزلة الكوفة من علوم الاجتهاد [۲] اَيضًا [۳] اَيضًا [۴] اَيضًا

کہا یہ حسین ہے یا حسن کا نام لیا۔

تو اُنہوں نے کہا کہ یہ تو رشتہ دار ہیں جناب کے اَور سگے بیٹے ہیں۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِن کی تو تعریف کی ہے رسول اللہ ﷺ نے تو جن کی تعریف کر دیں رسول اللہ ﷺ وہ تو پھر قابلِ تعریف ہے اَور حجت ہے۔

تو اِنہوں نے پھر آگے سے جواب دیا کہ چاہے قابلِ تعریف ہیں اَور چاہے تعریف کی ہو مگر آپ کے لیے تو بیٹے ہیں پھر یہ اِشکال پیش کر دیا اِنہوں نے۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن کی بات کو مان لیا وزن دیا کہ یہ بات ٹھیک کہتے ہیں اَور پھر چلے آئے۔

اَور اِسے ہی دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہوا اَور زِرہ اُس نے واپس دی۔

دعوی بھی صحیح تھا (حضرت علیؓ کا اِن کے) گواہ بھی صحیح تھے تو اِسلام کا عدل و اِنصاف دیکھتے ہوئے وہ مسلمان ہو گیا۔

اَور ایک مسئلہ بھی طے ہو گیا کہ بیٹا وغیرہ اِس طرح کی چیزوں کی گواہیوں میں نہیں دے سکتے گواہی۔

تو میں نے ذکر شروع کیا تھا حضرت عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ اُن کی تعریف ہوئی اُن کا تعارف ہوا اُن کے کچھ حالات ہوئے اُن کا قرب، علمی درجہ، یہ آیا سامنے۔

## اَسماء الرجال میں اِن کا مقام :

اَچھا جتنی کتابیں لکھی جاتی ہیں اَسماء الرجال کی اُن میں ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے تو لکھتے ہیں نام حضرتِ اَبوبکر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرامؓ میں اَور پھر نمبر دو پر لکھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نمبر تین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، نمبر چار حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ اَور نمبر پانچ جو ہے وہ حضرت

عبداللہ اِبن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہے میں نے یہ چند جگہ دیکھا کتابوں میں جو اَسماء الرجال کی ہیں حالانکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو عشرۂ مبشرہ میں نہیں ہیں اَور طرح کی فضیلتیں تو بہت ہیں مگر جو دَس حضرات ہیں عشرۂ مبشرہ اُن میں نہیں ہیں۔

مگر علمی مقام اِن کا اُن خلفاء کے بعد ہے فورًا تو اِس لیے علمی مقام کے اِعتبار سے اِن کو وہ درجہ دیا جاتا ہے۔

## اِن کی تواضع اَور ہدایات :

اَب اِتنی فضیلتیں جمع ہو گئیں لیکن اِن کا یہ حال ہے تواضع کی وجہ سے، اِن کی روایت ملتی ہے فرماتے ہیں :

مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ جو بھی کوئی کسی کے پیچھے چلنا چاہتا ہے پیروی کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ اُس کی پیروی کرے جو دُنیا سے رُخصت ہو چکا ہے۔

فَاِنَّ الْحَیَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ چونکہ زِندہ جب تک زندہ ہے کوئی پتہ نہیں کس وقت وہ آزمائش میں پڑ جائے اَور جب آزمائش میں پڑتا ہے تو پھر نکل بھی سکتا ہے اُس سے یا نہیں، کوئی پتہ نہیں گویا اپنی طرف سے توجہ ہٹا دی اُنہوں نے، کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میری پیروی کرو اپنے آپ کو بچایا گویا اُنہوں نے۔

اُولٰئِکَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جو حضرات دُنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں حضرت عمر اَور اُن سے پہلے اَبوبکر اَور بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رُخصت ہو چکے ہیں اہلِ بدر بہت سارے شہید ہو چکے تھے یہ زمانہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا اَور اِن کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی دو ڈھائی سال پہلے ہوئی ہے سن ۳۲ھ میں ہوئی ہے غالبًا اِن کی وفات، تو بہت سارے لوگ وفات پا چکے تھے ۳۲ھ تک۔

صحابہ کرامؓ کا مقام اِبنِ مسعودؓ کی زبانی :

تو یہ کہتے ہیں بس یہ جو اَصحابِ محمد ﷺ ہیں آپ کے صحابہ ہیں۔

**كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ** اِس اُمت کے سب سے اَفضل لوگ وہی ہیں سب سے بڑے وہی ہیں اَولیاءِ کرام سے بھی بڑے سب سے بڑے کیونکہ اِن میں رسول اللہ ﷺ کے ''صحابی'' ہونے کا وصف پایا جارہا ہے جس کے تحت ''ولایت'' خود بخود آجاتی ہے ولی ہونا خود بخود آجاتا ہے۔

**اَبَرَّهَا قُلُوْبًا** یہ صحابہ کرام جو تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے والے شرفِ صحبت حاصل کرنے والے یہ بہت نیک دِل تھے **اَبَرَّهَا قُلُوْبًا** ''نہایت نیک دِل''۔

**اَعْمَقَهَا عِلْمًا** ''علم میں بڑی گہرائی'' تک نظر جاتی تھی اُن کی، علم میں گہرائی تک نظر جاتی ہے یہ نہیں کہ آپ سمجھ لیں کہ اَب ہم نے ترقی کرلی ہے علمی اَب یہ دَور زیادہ ہے علمی ترقی کا یہ غلط بات ہے یہ سوچ ثبوت کو نہیں پہنچتی جب موازنہ کیا جاتا ہے اَور مطالعہ کیا جاتا ہے اُن حالات کا اَور اُن چیزوں کا تو پتہ چلتا ہے کہ یہ (آج کے لوگ) اُس درجہ کے نہیں ہیں۔

**اَقَلَّهَا تَكَلُّفًا** اَور ''تکلف نہیں تھا'' بہت تھوڑا تکلف تھا۔

**اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ** یہ وہ لوگ تھے کہ جنہیں اللہ نے چنا تھا ''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کے لیے'' پیدا ہی اِس دَور میں اِنہیں اِسی لیے کیا گیا تھا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بنیں اِن میں اہلیت زیادہ دی۔

**وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ** اَور اِس لیے اللہ نے اُن کو چنا کہ وہ اللہ کا دین جو رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اُس کو وہ پھیلائیں اُس کو مظبوطی سے جمائیں ''اِقامتِ دین'' کریں۔

**فَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى اِثْرِهِمْ** تو تم اُن کی فضیلت پہچانو سمجھو اِسے اَور اِن کے پیروی کرو اِن کے پیچھے پیچھے جاؤ۔

**وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ** جہاں تک تم سے ممکن ہو اِن کے

اَخلاق اَور اِن کی جو فطرت ہے سیرت ہے وہ بھی مظبوطی سے تم حاصل کرتے جاؤ اَپنے اَندر جذب کرتے جاؤ لیتے جاؤ اَور اُس پر جمے رہو تَمَسَّكُوْا مظبوطی سے پکڑے رہو۔

فَإِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ ؎۱ اِس واسطے کہ یہ لوگ صحیح ہدایت پر تھے۔

اَپنے آپ سے ہٹا کر اَسلاف پر نظر لے جا رہے ہیں کہ جو صحابہ کرام رض دُنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں جن کے بارے میں ہمیں معلوم ہے کہ اِیمان پر گئے ہیں بس اُن کی پیروی کرتے رہو، تواضع کا اپنی یہ حال ہے اُن کی کہ اپنے بارے میں نہیں فرمارہے ہیں اپنے بارے میں تو فرمایا کہ جو بھی پیروی کرنی چاہے اُس کی کرے جو دُنیا سے رُخصت ہو چکا ہو کیونکہ جب تک زِندہ ہے کوئی پتہ نہیں کس وقت کیا ہو جائے اُس کے دِل کو کیا ہو جائے اُس کے خیالات کو کیا ہو جائے۔

**اللہ سے اُمید بھی خوف بھی :**

ویسے اللہ کا وعدہ ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اللہ کا بڑے تاکیدی اَلفاظ سے وعدہ ہے کہ جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں صحیح راہ حاصل کرنے کے لیے رضا خوشنودی حاصل کرنے کے لیے لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم اُن لوگوں کو ضرور اپنے راستوں پر چلائیں گے تو یہ وعدہ ہے، اللہ کے کرم سے (ایسی ہی) اُمید رکھنی بھی چاہیے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ نہیں، بے خوف نہیں ہو سکتا وہ آدمی، بے خوف ہونا غلط ہے تو جو وفات پا چکے ہیں اُن کو دیکھو اَور اُن کی پیروی کرو یہ اِن کی تواضع ہے باوجود اِتنے فضائل کے مالک ہونے کے پھر بھی تواضع کا حال یہ ہے کہ دُوسرے صحابہ کرامؓ کی تعریف فرمائی، دُوسروں کی تعریف کرنے میں بڑے کھلے دِل سے تعریف کرتے تھے اُس میں کوئی خرابی کوئی اُس میں تنگی نہیں نظر آتی بالکل۔

تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو آخرت میں اِن سب حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے اَور صحیح معنیٰ میں اِتباعِ سنت کی توفیق دے اَور ہمارے لیے آسان فرمائے ہمیں اِسلام پر قائم رکھے مزید اپنی رضا اَور فضل سے نوازتا رہے بڑھاتا رہے۔ آمین، اِختتامی دُعاء...... ۞ ۞ ۞

---

؎۱ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۹۳